فرائضِ والدین

مدرّس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنھما عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ :((اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ ‘ فَالْاَمِیْرُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْھُمْ وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ بَعْلِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ ‘ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ)) [صحیح مسلم‘ کتاب الامارۃ‘ باب فضیلۃ الامام العادل وعقوبۃ الجائر والحث علی الرفق]

’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اُس سے اُس کے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پس حاکم اپنے ماتحتوں کا ذمہ دار ہے اور اُس سے اُن کے متعلق پوچھا جائے گا‘ اور مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور اُس سے اُن کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی‘ اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی اور بچوں کی ذمہ دار ہے اور اُس سے اُن کے متعلق باز پُرس کی جائے گی اور غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اور اُس سے اُس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خبردار رہو! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اُس کی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا‘‘۔

یہ حدیث احساسِ ذمہ داری کے متعلق ہے۔ عربی زبان میں ’’رَاعٍ‘‘ کا معنی ہے چرواہا اور ’’رعیۃ‘‘ ریوڑ کو کہتے ہیں۔ جس طرح چرواہا اپنے ریوڑ کی نگہداشت‘ دیکھ بھال‘ بھوک پیاس اور دوسری ضروریات پوری کرنے کا ذمہ دار ہے اسی طرح مسلمانوں کا ہر فرد ذمہ دار ہے اور اُسے اپنی ذمہ داری کو بہترین انداز میں پورا کرنا ہے‘ کیونکہ آخرت میں اس سے اپنی ذمہ داری کے متعلق باز پُرس ہوگی۔ مرد خاندان کا سربراہ ہے۔ اُس کی ذمہ داری

ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کی ضروریات پوری کرے' اُن کی تربیت کرے اور انہیں اچھے اخلاق سکھائے۔ اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ وہ اپنے افرادِ خانہ کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کرے۔ اُنہیں نماز روزے کی تلقین کرے' اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائے' اُن کے کردار و عمل پر نگاہ رکھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود اپنے فکر و عمل سے مثالی نمونہ پیش کرے۔ اپنے بیوی بچوں کو محض پند و نصائح کرنا کافی نہیں۔ اگر اس کا اپنا عمل اُس کی گفتار کے مطابق نہیں تو صرف ہدایات جاری کرنا بے سود ہوگا۔ قرآن مجید میں تو اِس طرزِ عمل پر شدید وعید بایں الفاظ نازل ہوئی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (الصّف)

''اے ایمان (کا دعویٰ کرنے) والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں''۔

دوٹوک بات ہے کہ جب گھر کا سربراہ خود سگریٹ پیتا ہو تو وہ اپنے بچوں کو سگریٹ نوشی سے کیسے روک سکتا ہے! اسی طرح اگر وہ خود نماز کی پابندی نہیں کرتا' وعدہ نہیں نبھاتا' جھوٹ بولتا ہے' بدزبانی کرتا اور گھٹیا کردار کا حامل ہے تو وہ اپنی اولاد کو اِن رذائل سے کیسے بچا سکتا ہے! گویا صاحب خانہ کو ایک اچھے مسلمان کی سی زندگی گزارنا ہوگی تاکہ اُس کے گھر والے خود بخود اُس کے نقش قدم پر چل کر پسندیدہ کردار اپنا سکیں۔

اسی طرح عورت اپنے شوہر کے گھر کی اور بچوں کی ذمہ دار ہے۔ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو داخل نہ ہونے دے جس کی اُس کا شوہر اجازت نہ دے' گھر کو صاف ستھرا رکھے' شوہر کے مال کو اُس کی مرضی کے بغیر خرچ نہ کرے' شوہر کی خوشنودی کے حصول میں کوشاں رہے۔ اگر بالفرض شوہر کے کردار میں کچھ کمزوریاں ہوں تو بھلے طریقے سے اسے سمجھائے۔ پھر وہ اپنے بچوں کی بھی ذمہ دار ہے۔ اُن کی کردار سازی میں جس طرح مَرد ذمہ دار اور جواب دہ ہے عورت بھی ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔ ماں کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہے۔ ماں اگر مضبوط کردار کی حامل ہوگی تو اولاد پر اُس کا گہرا اثر پڑے گا۔ اگر عورت ناچ گانے کی رسیا' پردے سے عاری اور نیم عریاں لباس پہننے والی ہوگی تو وہ اپنے بچوں کو ایمان و یقین اور قرآن و حدیث کے قریب کیسے لائے گی؟ اُس کے بچے تو لازماً حیا باختہ اور ماں کے بُرے کردار و عمل کا نمونہ ہوں گے۔ ہاں' اگر وہ خاتونِ جنت اور رسول اکرم ﷺ کی پیاری

بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کو اپنا راہنما بنائے گی تو ضرور باصلاحیت' باکردار اور پاکباز بچے جنے گی۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کو ﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم:٦) (تم خود بھی آگ سے بچو اور اپنے گھر والوں کو بھی آگ سے بچاؤ) کے الفاظ میں تنبیہہ کر کے حقیقی خطرے سے آگاہ کر دیا ہے۔ یعنی ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ خود بھی جہنم سے بچنے کا سامان کریں اور اپنی اولاد کو بھی اس آگ سے بچائیں۔ لیکن افسوس کہ آج ماں باپ کو اپنے بچوں کے لباس وخوراک وغیرہ کی تو فکر ہے' اُن کی دنیاوی تعلیم پر وہ ہزاروں روپے ماہوار خرچ کرتے ہیں' مگر اُن کے سیرت و کردار کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں دیتے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچے ڈاکٹر' انجینئر' قانون دان اور حکمران وغیرہ تو بن جاتے ہیں مگر اچھے انسان اور اچھے مسلمان نہیں بن پاتے۔

مذکورہ بالا حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے واضح طور پر فرمادیا کہ اولاد کے بارے میں ماں باپ سے پوچھ گچھ ہوگی۔ اگر اس معاملے میں کوتاہی کی گئی تو انجام اچھا نہ ہوگا۔ بے نمازی ماں باپ بے شک اولاد کو صبح وشام نماز پڑھنے کی تلقین کریں مگر عملی طور پر وہ انہیں نماز نہ پڑھنے کا سبق دے رہے ہیں۔ کیونکہ اصل محرک تو انسان کا کردار ہے۔ کسی دانش ور نے بہت خوب کہا ہے کہ ہزاروں ٹن وعظ کے مقابلے میں ایک اونس عمل کا وزن زیادہ ہے۔ لہٰذا والدین کا فرض ہے کہ وہ خلافِ شریعت اعمال سے خود بھی پرہیز کریں اور اپنی اولاد کو بھی بہرصورت گناہوں کے کاموں سے روکیں۔ والدین کا اچھا نمونہ یقیناً اولاد کو متاثر کرے گا۔ بقولِ علامہ اقبال: ؎

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

"اے خاتون! تو اُسوۂ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا اختیار کر اور زمانے کی نظروں سے اوجھل زندگی گزار' یعنی پردہ اختیار کر۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر تیری گود میں ایک حسینؓ پرورش پائے گا"۔

عام طور پر ہم والدین کی فضیلت کی قرآنی آیات اور احادیثِ شریفہ پڑھتے اور سنتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ ماں باپ کی تو بڑی فضیلت ہے۔ باپ کے غصہ میں اللہ کی ناراضگی ہے اور اُس کی رضا میں اللہ کی رضا ہے۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ مگر بطور والدین ہم اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتے۔ یوں اولاد سے اپنے حقوق تو مانگتے ہیں مگر اپنے

فرائض کی ادائیگی سے صرفِ نظر کرتے ہیں۔ یقیناً یہ بہت بڑی خود فریبی ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا کہ غلام بھی جواب دہ ہے کہ اُس نے اپنے آقا کا مال اس کی مرضی کے مطابق خرچ کیا یا خیانت کی۔

بہرحال اس حدیث کے ذریعہ تمام مسلمانوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ اپنے زیر اثر افراد کی کردار سازی میں کسی طرح کی غفلت اور عدم توجہی اختیار نہ کریں' بلکہ پوری کوشش اور جدوجہد کے ساتھ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کریں' جس کے لیے پہلا قدم یہ ہے کہ خود اچھے مسلمان بنیں' قرآن سیکھیں' سیرت کا مطالعہ کریں' بزرگانِ دین اور صالح لوگوں کے مضبوط کردار سے واقفیت حاصل کریں اور اس کی روشنی میں پسندیدہ شخصیت بنیں۔ نتیجتاً نیکیاں اختیار کریں اور برائیوں سے پرہیز کریں' تاکہ خود دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں اور دوسرے قدم کے طور پر اپنے بیوی بچوں کے حقوق سے آگاہی حاصل کر کے انہیں اچھے اخلاق اور مضبوط کردار سے آراستہ کریں۔ اولاد کی تربیت اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لیے اور ماں باپ کی حقیقی فضیلت کا اہل بننے کے لیے اچھا ماں باپ بننا ضروری ہے۔ اس ضمن میں ہمہ وقت اپنے اخلاق و کردار پر تنقیدی نگاہ ڈالنا ناگزیر ہے۔

بقیہ: قرآن کا دستورِ اساسی

نہیں ہوتا' بلکہ پیدائشی طور پر مختلف ہوتا ہے (جس میں انسان کو کوئی دخل نہیں)۔ اس لیے برقی و مقناطیسی لہروں کے ڈالنے سے یکساں تبدیلیاں بھی نہیں کی جا سکتی ہیں۔ سائنس کی رسائی جوہرِ انسانیت تک ابھی نہیں ہو سکی۔ نورانی شعاعیں (جو اس پر ڈالی گئی تھیں) بھی اس کی دسترس سے باہر ہیں۔ پھر رسولؑ اور نبیؑ کے جوہر انسانیت کا آرگنائزیشن دوسرے تمام انسانوں سے پیدائشی طور پر مختلف تھا اس لیے نورانی شعاعوں کے ڈالنے سے کسی اور انسان میں نہ ویسی تبدیلی کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ تبدیلی کے نتیجے میں ویسی علمی و عملی activity کے ظہور کی گنجائش نکلتی ہے۔ یہ مثال نبوت و رسالت کو محض قریب الفہم بنانے کے لیے دی گئی ہے' کوئی اور تشبیہہ مقصود نہیں ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین OO